بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

جنوری کے برہان میں" اسلامی جماعت" پر چند سطروں میں جو اظہار خیال کیا گیا تھا۔ اس پر الفرقان بریلی کی تازہ اشاعت میں ہمارے محترم دوست مولانا محمد منظور نعمانی نے رسالہ کے چار صفحوں میں تنقید کی ہے۔ تنقید کا ماحصل خود مولانا کے الفاظ میں یہ ہے"۔ کہ برہان میں جو کچھ اس سلسلہ میں لکھا گیا تھا وہ دراصل غیر معقول اور لچر ہے"۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر مولانا کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو اس کے اثبات کیلئے جو دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں وہ بھی کچھ کم نامعقول اور لچر نہیں ہیں۔

ہم نے برہان میں پوچھا تھا کہ جب اسلامی جماعت کا مقصد حکومت الٰہی کا قیام ہے تو اب فرمایئے کہ کیا یہ مقصد مسلمانوں کی سیاسی طاقت کے بغیر حاصل ہو سکتا ہے؟ اگر اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تو آپ نے مسلمانوں کیلئے سیاسی طاقت حاصل کرنے کا پروگرام کیا بنایا ہے؟"

اسلامی جماعت کے سلسلہ میں اس قسم کی اور بھی کئی باتیں دریافت کی جا سکتی تھیں۔ لیکن ہم نے ان سب کو نظر انداز کر کے صرف یہی ایک سوال کیا تھا جو ہمارے نزدیک ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب ایک ہی ہو سکتا تھا یعنی یا تو یہ فرمایا جاتا کہ حکومت الٰہی قائم کرنے کیلئے سیاسی طاقت و قوت کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ خدائے قادر و توانا جب طیر ابابیل سے ابرہہ کی فوج کو شکست دیسکتا ہے اور ایک پشہ حقیر و بے مایہ کو نمرود کے ہلاک کر دینے کی طاقت و قوت عطا فرما سکتا ہے تو پھر ہم تو بہر حال طیر ابابیل سے تعداد میں اور مچھر سے طاقت و قوت میں کہیں زیادہ ہیں۔ دوسری صورت یہ تھی کہ صاف لفظوں میں اس بات کا اقرار کیا جاتا کہ ہم نہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور نہ بیت اللہ الحرام۔ یہ دنیا جدوجہد اور سعی و عمل کی آماجگاہ ہے۔ حکومتِ الٰہی کا قیام بے شبہ سیاسی طاقت کے بغیر

نہیں ہو سکتا۔ پھر اس اعتراف کے بعد یہ بھی بتا دیا جاتا کہ اس کیلئے پروگرام کیا بنایا گیا ہے۔ تو اس پر تبادلۂ خیال ہو سکتا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے محترم دوست نے اس اہم اور بنیادی سوال سے کوئی تعرض ہی نہیں فرمایا۔ اور اپنے قلم کا سارا زور اوری باتوں میں صرف کر دیا۔

اس تحریر کا بڑا حصہ ہماری ان سطروں سے متعلق ہے جن میں "اسلامی جماعت" کے مقصدِ اصلی یعنی اقامت حکومتِ الٰہی کے اعلان و اظہار کے بارہ میں اظہارِ خیال کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں مولانا فرماتے ہیں کہ "نصب العین کا اعلان اسلئے ضروری تھا کہ ہم کو جیسے فداکار لوگوں کی ضرورت ہے وہ اس اعلان کے بغیر ہمارے ساتھ آ نہیں سکتے تھے اور اگر آتے تو وہ مغالطہ میں رہتے"۔ سوال یہ ہے کہ آپ کو اس جدت کی جو بہ اسم بدعت ہے ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟ کیا آپ مسلمانوں کو اس کی دعوت نہیں دے سکتے کہ وہ اسلام کے صحیح اور سچے تصور کے ساتھ مسلمان بنجائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاران پر چڑھکر جو سب سے پہلے دعوت دی تھی وہ خدا کی توحید ہی کی دعوت تھی یا کوئی اور، پھر جب آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لیجا رہے تھے تو کیا اسوقت بھی آپ نے اہل مکہ سے یہ فرمایا تھا کہ آپ حکومتِ الٰہی یعنی مسلمانوں کی حکومت قائم کرنے جا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج حکومتِ الٰہی کیوں قائم نہیں؟ محض اسلئے کہ مسلمان سچے مسلمان نہیں رہے؟ جس دن مسلمان ایمان و عمل کے اعتبار سے حقیقی مسلمان ہو جائینگے حکومتِ الٰہی خود بخود قائم ہو جائیگی۔ موج کی زندگی حرکت سے قائم ہے۔ جب اس میں حرکت ہوگی اور وہ موج کہلائیگی پھر ناممکن ہے کہ وہ پابستۂ ساحل ہو کر رہے۔

آپ فرما سکتے ہیں کہ اس دورِ تجدد اور عہدِ تنور میں اب محض اسلام کے لفظ میں کوئی ایسی دلکشی نہیں رہی ہے کہ لوگ اس کی طرف بے تحاشا دوڑیں۔ اور آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا حال تو یہ ہے کہ وہ مذہب کو بھی سیاسی اصطلاحات کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہتے ہیں۔ اس بنا پر ناگزیر سا تھا کہ اپنے نصب العین کی تعبیر میں "حکومت" ایسے شاندار اور مرعوب کن الفاظ سے کام لیا جائے یہ سب صحیح اور بجا۔ لیکن اگر آپ واقعی

محمد رسول اللہ کے لائے ہوئے دین کو ہی سرفراز و سربلند کرنے کیلئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو خوب اچھی طرح یاد رکھئے کہ جو لوگ اسلام کے اسی پرانے دہرانے نام پر آپ کی طرف نہیں آتے۔ اور حکومتِ الٰہی جیسے الفاظ سنکر وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہیں وہ آپ کے سچے ساتھی نہیں۔ آج نہیں تو کل وہ آپ سے یا آپ ان سے الگ ہو جائیں گے۔

ہم نے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا تھا اس کا مفاد صرف اس قدر تھا کہ آپ اسلام کا صحیح تصور لوگوں میں پیدا کیجئے۔ نظامِ اسلامی کی برتری دوسرے نظاموں پر ثابت کیجئے۔ پھر شہر شہر اور دیہات دیہات پھر کر اسلام کی حقیقی روح اور اس پیغام کو پھیلایئے۔ آپ کا مقصد ایک حد تک خود بخود حاصل ہو جائیگا۔ اور چونکہ آپ کا یہ کام محض ایک مذہبی اور تبلیغی نوعیت کا ہوگا اس لئے کسی شخص کو آپ سے الجھنے کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ آخر خود سوچئے کہ آج آپ حضرات میں حکومتِ الٰہی کے قیام کا جو جذبہ پایا جاتا ہے کیا یہ کسی اسی طرح کی اسلامی جماعت میں شمولیت کا نتیجہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا سبب خود آپ کا غور و فکر ہے۔ پس اسی طرح اگر آپ دوسرے مسلمانوں میں بھی یہی غور و فکر پیدا کر دیں تو اس طرح آپ کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے اور دشمن کے انتباہ سے منزلِ مقصود تک پہنچنے کی راہ میں جو عظیم موانع اور عوائق پیش آ سکتے تھے آپ ان سے بھی کسی حد تک دامن بچا کر نکل سکتے ہیں۔ دنیا میں جو انقلابی تحریکیں کامیاب ہوئی ہیں اسی طرح ہوئی ہیں۔

کس درجہ حیرت کی بات ہے کہ آپ اسلامی جماعت کو کانگریس اور لیگ پر قیاس کر رہے ہیں حالانکہ ان کی حیثیتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کانگریس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہندوستان کی سب قوموں کی ایک مشترکہ سیاسی انجمن ہے اور اس کا مقصد ہندوستان کیلئے آزادی حاصل کرنا ہے۔ مسلم لیگ کہتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی ایک نمایندہ سیاسی جماعت ہے اور وہ ہندوؤں کے حقوق غصب کرنا نہیں چاہتی بلکہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا عہد لینا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں جماعتوں کا مطالبہ اپنی اپنی جگہ پر بالکل آئینی ہے اور اس بنا پر حکومت بھی ان انجمنوں کو خلافِ قانون قرار نہیں دے سکتی۔ آپ کا معاملہ ان کے بالکل برعکس ہے۔ آپ نہ ہندو کو

برداشت کرتے ہیں اور نہ انگریز کو۔ اور نہ پاکستان کے اصول پر ملک کی تقسیم کو ہی گوارا کر سکتے ہیں۔ بلکہ حکومتِ الٰہی کے عنوان سے ایک سر بسر مسلم حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اب یہ ظاہر ہے کہ چونکہ آپ کا یہ مطالبہ بین الاقوامی سیاسیات میں آئینی مطالبہ نہیں ہے اس بنا پر آپ کا جماعتی وجود کسی طرح برداشت نہ کیا جا سکیگا اور صیاد کی کوشش ہوگی کہ اُڑنے سے پہلے ہی آپ کو گرفتار کرلے۔

مولانا! آپ نے غور فرمایا! یہ سب مصیبتیں کیوں پیش آئیں گی؟ محض اسلئے کہ آپ سیاسی قسم کی اپنی ایک پارٹی بنا رہے ہیں۔ حکومتِ الٰہی کا قیام سرِ عنوان رکھتے ہیں اور اسی نام پر لوگوں کو جمع کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ ایسی فضا میں کر رہے ہیں جہاں آپ چاروں طرف سے اغیار میں گھرے ہوئے ہیں اور خود نہتے اور کمزور ہیں۔

پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ بحالاتِ موجودہ آپ حکومتِ الٰہی کے قیام کی دعوت پر لوگوں کو جمع کرکے اور ان کو ایک نئی انجمن "اسلامی جماعت" میں شامل کرکے کریں گے کیا؟ فرض کیجئے دس ہزار مسلمان آپ کی جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ نہ آپ کوئی ہتھیار رکھ سکتے ہیں اور نہ کوئی فوجی ٹریننگ ان کو دے سکتے ہیں تو پھر اس صورت میں حکومتِ الٰہی کیلئے کیا کام ہو سکتا ہے۔ آپ فرمائینگے کہ اتنے پختہ کار مسلمان ایک مرکز پر جمع تو ہو جائیں گے! عرض یہ ہے کہ جب صرف اتنا ہی ہو سکتا ہے تو پھر آپ اپنی انجمن کی نوعیت بجائے سیاسی کے مذہبی اور تبلیغی ہی کیوں نہیں رکھتے؟ اس انجمن کے ماتحت ایک اسلامی بیت المال قائم کیجئے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دوسری اقتصادی اور تنظیمی ضرورتیں پوری کیجئے جو حکومتِ الٰہی کے قائم کرنے کیلئے ابتدائی منزلوں کا کام کر سکتی ہیں۔

عجیب بات ہے کہ آپ کام کر رہے ہیں خالص اسلامی لیکن مثال دے رہے ہیں جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر کی۔ یہ مانا کہ ہٹلر کی پارٹی شروع شروع میں بڑی اقلیت میں تھی اور اس کیلئے کام کرنا دشوار تھا لیکن یہ بھی تو ملاحظہ فرمایئے کہ ہٹلر صرف ایک اپنی ہی قوم میں اور خود اسی کیلئے کام کر رہا تھا۔ ووٹنگ کے ذریعہ وہ اقتدار حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں آزاد تھے۔ قوم کی اکثریت نے اول اول اس کی مخالفت کی مگر بعد میں وہ اسکی ہم نوا ہوگئی۔ اب ذرا آپ

خود اپنے آپ کو دیکھیے! اور سوچئے کہ ہندوستان میں کامیابی کی توقع پر حکومت الٰہی کے نام سے کام کرنا نہ صرف یہ کہ آسان نہیں ہے بلکہ

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

اور ہاں آپ نے اس پر غور نہیں فرمایا کہ اگر ہٹلر جرمنی میں برسر اقتدار آتے ہی اپنے دل کی بات سب کے سامنے کھولکر رکھدیتا اور اعلان کر دیتا کہ میری پارٹی کا مقصد معاہدہ ورسلیز کا انتقام لینا ہے اور اس کیلئے میں پورے ملک کو فوجی بنا رہا ہوں تو کیا ہٹلر اپنے ملک میں آزاد ہونے کے باوجود اس اعلان کے بعد بھی اپنی جنگی تیاریوں میں کامیاب ہو سکتا تھا؟ پھر آپ کا تو معاملہ ہی بالکل اور ہے۔ غریب شاعر ملت یہی کہتا چلا گیا ؎

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

آپ کے سامنے ہٹلر کی شخصیت تو آگئی۔ لیکن آپ نے اس پر غور نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کیوں کی تھی؟ اور جو غزوات آپ نے مدینہ پہنچکر کئے مکہ میں انھیں کیوں نہیں کیا۔ اس سے خود یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو جب کہ وہ کافروں کے نرغہ میں ہوں ماحول اور مقامی حالات کے مناسب اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھنا چاہیے۔ اگر آپ واقعی حکومتِ الٰہی کیلئے کام کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کر کے اٹھئے اور ہندوستان کے بجائے جہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں وہاں پہنچکر ان کو اس نصب العین کی دعوت دیجئے۔ وہاں ایک مسلمان کی دعوت پوری مسلمان قوم اور مسلمان حکومت کے نام ہوگی۔ اگر آپ ایک جگہ بھی حکومت کے غیر اسلامی دستور کو بدلوا کر وہاں خالص حکومتِ الٰہی کا دستور نافذ کرا سکے تو دوسری اسلامی حکومتوں پر بھی کیا کل عالم اسلام پر اس کا اثر ہوگا! بس ہمارے نزدیک حکومتِ الٰہی کیلئے کام کرنے کی صورت اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

ہم نے اپنی پچھلی تحریر میں "اسلامی جماعت" کے دوستوں کو "ناآزمودہ کار" لکھا تھا ممکن ہے یہ لفظ ناگواری طبع کا باعث ہوا ہو لیکن حقیقت یہی ہے کہ اس جماعت کے دوسرے افراد کا تو کیا ذکر ہے خود جناب امیر کا حال یہ ہے کہ انھوں نے ابتک کی تمام زندگی صرف فکر و نظر کے عشرت خانوں میں بسر کی ہے۔ انھیں اس کا اندازہ ہی نہیں کہ خالص اسلامی مقصد کیلئے کوئی عملی اور ٹھوس کام کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور اصل منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے درمیانی منزلوں کی دشواریوں پر کس طرح ؏ اس سے بھی گئے گذرے نہ ہو جائیں۔

؏ قانون بنا دیا جا سکتا ہے۔ بجز اس کا شدید خطرہ ہے کہ اگر عمل و دیانتداری رہی تو اقبال کے لفظوں میں کہیں حرم "یہ حرم" کی حرم گاہی سے رسوا نہ ہو جائے۔ اور مسلمان تھوڑا بہت جو کام کر سکتے